جھوٹے مدّعیان نبوّت

از مولانا سیّد محبوب حسن واسطی

جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں پیش گوئی فرما دی تھی کہ آئندہ ایک ایسا فتنہ بھی اُبھرنے والا ہے تا کہ مسلمان اس کے استیصال سے غفلت نہ برتیں۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

لاتقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريباً من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله. (۵۰)	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں کہ ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اور مسلم شریف ہی میں حضرت ثوبانؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لانبي بعدي. (۵۱)	عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع الاوّل ۱۱ھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے انتخاب سے خلیفہ مقرر ہوئے اور ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ اپنے انتقال تک دو سال تین ماہ دس دن مسلمانوں کی یہ عظیم خدمت انجام دیتے رہے۔

اقتدار سنبھالتے ہی آپ کو بعض درج ذیل اہم مسائل کا سامنا کرنا پڑا کہ اگر وہ ان کے فوری حل کی طرف پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ متوجہ نہ ہوتے تو اسلام کے وجود کو بڑا خطرہ لاحق ہوسکتا تھا:

1- تحفظِ دین و تدوین قرآن

2- اندرونی شورش و بدامنی کا خاتمہ

3۔ رومیوں کے مقابلے میں مہم اسامہ بن زید کی تکمیل

4۔ مدعیان نبوت کے خلاف جہاد

5۔ منکرین زکوٰۃ کی تادیب وارتداد کا استیصال

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدعیان نبوت کے خلاف پورے عزم و حوصلے سے جہاد کیا اور اس میں انہیں نمایاں کامیابی بھی ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں ہی بعض جھوٹے نبی پیدا ہو گئے تھے مثلاً اسود عنسی، مسیلمہ کذاب وطلیحہ بن خویلد وغیرہ اور ان میں سے بعض مثلاً اسود عنسی (جو بقول حضرت عروہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے ایک دن ایک رات قبل مارا گیا اور بذریعہ وحی آپ کو اس کے قتل کی خبر دی گئی) آپ کے دور میں ختم بھی ہو گئے لیکن ان کے خلاف اصل معرکے عہد صدیقی ہی میں ہوئے۔

(1) اسود عنسی سوّد اللہ وجھہ: جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کے لیے یمن روانہ فرمایا تھا اور وہ ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ شاعر عبدالرحمٰن ثمالی نے درج ذیل اشعار میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے

وقال رسول اللہ سیرو القتلہ

علی خبر موعود و اسعد السعد

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے قتل کے لیے جاؤ اور اچھے وعدے اور خوش نصیبی کی خبر دی۔

فسرنا الیہ فی فوارس بھمة

علیٰ حین امر من وصاة محمد

چنانچہ ہم چند سواروں کے ہمراہ اس کے قتل کے لیے روانہ ہو گئے، آپ کے حکم ووصیت کی تعمیل کے لیے بعض مؤرخین مثلاً طبری وابن اثیر کی تحقیق کے مطابق اسود عنسی کی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور اپنے ہی ایک ساتھی قیس بن مکشوح کے ہاتھوں حالتِ نشہ میں مارا گیا۔

اس کا نام عبہلہ بن کعب تھا چونکہ چہرہ چھپا کر چلتا تھا اس لیے اسود ذوالخمار کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ خمار عورتوں کی اوڑھنی کو کہتے ہیں۔ پوشیدہ شئی کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی چھپے چہرے والا اس کے پاس سحیق وشقیق نامی دو مسخر شیطان تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یمن کے عامل باذان کا جب انتقال ہوا تو ان شیطانوں یا کسی نے باذان کے انتقال کی خبر دی تو اس نے یمن کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور باذان کی بیوہ مرزبانہ سے شادی کر لی۔ مرزبانہ دل سے

اس شادی پر راضی نہ تھی اور بالآخر حضرت فیروز دیلمیؒ کی مدد سے اسود عنسی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

(2) طلیحہ بن خویلد اسدی: یہ ایک عامل وفال گو تھا پھر مسلمان ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری دور میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن الازور کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا مگر ابھی یہ عسکری مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوئی اور حضرت ضرارؓ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ طلیحہ اسدی نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور غطفان، ہوازن بنو طے وغیرہ متعدد قبائل کو اپنے ساتھ ملا لیا اور نجد کے چشمے پر اپنا کیمپ قائم کر کے ایک بہت بڑی جمعیت اکٹھا کر لی اور مسلمانوں سے مقابلہ کی تیاری کرنے لگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک کی اندرونی گڑ بڑ دور کرنے کے لیے گیارہ نامور بہادروں اور دانش وروں کا انتخاب فرمایا۔ گیارہ جھنڈے تیار کرائے ہر ایک کو بطورِ نشانی ایک ایک جھنڈا دیا اور ان کو درج ذیل مختلف جہتوں کی طرف روانہ فرمایا:

1- حضرت خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ بن خویلد اور مالک بن نویرہ کے استیصال کے لیے نجد و بطاح کی طرف

2- حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب کے استیصال کے لیے یمامہ کی طرف

3- حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو اوّلاً عکرمہؓ کی امداد اور ثانیاً بنو کندہ و بنو قضاعہ کو زیر کرنے کے لیے حضر موت کی طرف

4- حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو باغی قبائل کی سرکوبی کے لیے سرحدِ شام کی طرف

5- حضرت عمرو بن العاص کو مرتدین کی سرکوبی کے لیے بنو قضاعہ کی طرف

6- حضرت حذیفہ بن محسن کو شریروں کو سبق سکھانے کے لیے عمان کی طرف

7- حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو دشمنوں کو زیر کرنے کے لیے اہلِ مہرہ کی طرف

8- حضرت طریفہ بن عاجزؓ کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے بنو سلیم و بنو ہوازن کی طرف

9- حضرت سوید بن مقرن کو مخالفین اور دشمنوں کو زیر کرنے کے لیے تہامہ یمن کی طرف

10- حضرت علاء بن الحضرمی کو شریروں کی سرکوبی کے لیے بحرین کی طرف اور

11- حضرت مہاجر ابن اُمیہ کو دشمنوں کو زیر کرنے کے لیے صنعاء کی طرف

ماہ جمادی الاوّل ۱۱ھ میں (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقتدار سنبھالنے کے صرف دو ماہ بعد) یہ حضرات مدینہ منورہ سے اپنے اپنے مشن پر روانہ ہوئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی ڈیوٹی اوّلاً اسی مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی کی سرکوبی کے لیے لگی تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے وہ بزاخہ (نجد) کی طرف روانہ ہوئے۔ حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدیؓ بن حاتم جو پہلے ہی اپنے قبیلے طے کے شریروں کو سمجھانے کے بعد اپنے کامیاب مشن کے بعد لوٹ رہے تھے، وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت خالد بن ولید سے آ ملے اور اس طرح اس مدعی نبوت پر زبردست حملہ ہوا اس کی فوج کے متعدد سپاہی مارے گئے، بہت سے بھاگ گئے اور کچھ گرفتار ہوئے۔ خود طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ شام کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں مدینہ واپس آیا اور آپ کے ہاتھ پر دوبارہ مسلمان ہوا۔

(3) مسیلمہ کذاب: 9ھ اور 10 ھ میں اہم مذاکرات کے لیے ملک کے مختلف حصوں اور بیرونی ممالک سے جو وفود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے، ان میں وفد بنی حنیفہ کو اس لیے اہمیت حاصل ہے کہ اس میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ گو 9ھ میں جب وہ وفد کے ساتھ مدینہ آیا ابھی تک اس نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا جو اس وفد کے ناکام مذاکرات کے بعد کیا۔ یہ وفد 17 افراد پر مشتمل تھا، 16 افراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے جبکہ مسیلمہ تکبر کی وجہ سے آپ کے پاس نہ آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارِ بنت الحارث اس کے پاس تشریف لے گئے جہاں مدینہ میں اس کا قیام تھا اور مسیلمہ کی بیوی کیسہ بنت الحارث بن کریز کا گھر تھا جہاں مسیلمہ آ کر ٹھہرا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغِ اسلام کے لیے مسیلمہ کے پاس آئے تو خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ آپ کے ہمراہ تھے، آپؐ نے جب اسے دعوتِ اسلام دی تو وہ کہنے لگا:

ان شئت خليت بيننا وبين الامر ثم جعلته لنا بعدك.	اگر آپ چاہیں تو آپ ہمارے اور اس نبوت کے درمیان حائل نہ ہوں پھر اپنے بعد یہ نبوت ہمیں سونپ دیں۔

یعنی جب تک آپ زندہ ہیں، آپ نبی اور آپؐ کی آنکھیں بند ہونے کے بعد میں نبی اور آپؐ کا خلیفہ۔ یہ مسئلہ آپ کے اور میرے درمیان کیوں حائل ہو، کیوں نہ ہمارا اور آپؐ کا سمجھوتہ ہو جائے۔ بخاری شریف میں ہے:

وفی یدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضیب فوقف علیہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوسألتنی ہذا القضیب ما اعطیتکہ وفی روایۃ اخری ولن تعدو امرا اللہ فیک ولئن ادبرت لیعقرنک اللہ وانی لاراک الذی اریت فیہ مارأیت۔	اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ نے فرمایا تو اگر مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے گا تو میں تجھے وہ بھی نہ دوں گا (اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا)؛ اور تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کیا ہے تو اس سے ہرگز تجاوز نہ کر سکے گا اگر تو نے میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دیں گے اور میں سمجھتا ہوں تو وہی ہے جو خواب میں مجھے دکھایا گیا ہے۔

نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درج ذیل خط بھیجا:

من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فانی قد اشرکت معک فی الامرو ان لنانصف الارض ولقریش نصف ولکن قریشا لاینصفون والسلام۔	رسول اللہ مسیلمہ کی جانب سے رسول اللہ محمد کی طرف، امابعد۔ میں اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہوتا ہوں کہ نصف زمین ہماری اور نصف قریش کی لیکن قریش انصاف نہیں کرتے' والسلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خط کا درج ذیل جواب لکھوایا:

من محمد رسول اللہ الیٰ مسیلمۃ الکذاب امابعد فالسلام علی من اتبع الھدی فان الارض للہ و یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔	محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب (بہت جھوٹے) کی طرف۔ امابعد سلام اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ بلاشبہ زمین اللہ کی ہے' وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا کر دے اور اچھا انعام پرہیز کرنے والوں کا ہے۔

اس طرح گویا اوّلاً مسیلمہ کذاب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ اپنی زندگی میں نبی رہیں' بعد میں یہ چیز مجھے دے جائیں یا پھر ہم دونوں زمین کو آدھا آدھا بانٹ لیں۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ جواب ملنے کے بعد مسیلمہ کو اپنی مقصد برآری کے لیے جنگ کی تیاریوں کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہ سوجھی اور اس نے باقاعدہ جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں ادھر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پیشتر آخری کوشش کے طور پر مسیلمہ ہی کے قبیلے بنو حنیفہ کے ایک شخص رجال بن عنفوہ کو جس نے یمامہ سے منتقل ہو کر مدینہ کی سکونت اختیار کر لی تھی، مسیلمہ کے پاس سمجھانے اور نصیحت کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ شخص جب یمامہ پہنچا تو بجائے مسیلمہ کو سمجھانے کے خود مسیلمہ کے ساتھ مل گیا اور اس طرح مسیلمہ کی طاقت روز بروز بڑھتی رہی اور اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھوں پر حکومت کی بھاری ذمہ داری آ پڑی۔ آپ نے مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے ابتداءً حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل کو بھیجا اور پھر حضرت شرحبیل بن حسنہ کو ان کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ پر حملہ کرنے میں ذرا جلدی کی۔ وہ حضرت شرحبیل کے پہنچنے سے پہلے ہی حملہ آور ہو گئے اور شکست کھائی۔ ادھر حضرت خالدؓ بن ولید مقام بطاح میں اپنی مہم سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ واپس آئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ مسیلمہ کی جنگی تیاری کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے ساتھ صرف قبیلۂ ربیعہ کے 40 ہزار جنگجو تھے اور کئی دیگر قبائل کے ہزاروں لوگ بھی اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے جبکہ حضرت خالد بن ولید کا لشکر صرف 13 ہزار افراد پر مشتمل تھا جو لوگ مسیلمہ کذاب کو جھوٹا سمجھتے تھے، وہ بھی محض قومی و قبائلی عصبیت کی بناء پر مسیلمہ کے ساتھ ہو گئے تھے۔

حضرت خالد بن ولید کی فوجیں جب یمامہ کے قریب پہنچیں تو آپ نے فوج کے ایک دستے کو مقدمہ الجیش کے طور پر پیش قدمی کا حکم دیا۔ مسیلمہ پہلے ہی مجاعہ بن مرارہ کی سرکردگی میں 60 آدمیوں کا ایک دستہ بنو تمیم پر شب خون مارنے کے لیے بھیج چکا تھا۔ اسلامی فوج سے اس دستہ کا ٹکراؤ ہوا اور یہ سب مرتد اسلامی فوج کے ہاتھوں قتل ہوئے اور مجاعہ گرفتار ہوا اب مسلمانوں کو مسیلمہ کی اصل فوج سے نبرد آزما ہونا تھا۔ مسیلمہ نے اسلامی فوج پر زبردست حملہ کیا لیکن مسلمان اس پامردی سے لڑے کہ مسیلمہ کی فوجوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھاگے۔ مسیلمہ کی فوج کے دو سپہ سالار تھے، رجال بن عنفوہ اور محکم بن طفیل۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکم بن طفیل کو قتل کیا اب مسیلمہ کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسیلمہ کی فوج قریب ہی ایک قلعہ نما باغ (حدیقۃ الرحمٰن) میں تھی، مسیلمہ

فرار ہونے کی نیت سے اس باغ کے دروازہ کے باہر جانا چاہتا تھا کہ حضرت وحشیؓ (جنہوں نے حالتِ کفر میں غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا' بعد میں وہ اسلام لائے تھے۔ وہ اس دروازے کے قریب موجود تھے انہوں) نے مسیلمہ کو اس زور سے نیزہ کھینچ کر مارا کہ نیزہ مسیلمہ کی زرہ کو پار کرتا ہوا مسیلمہ کے سینے کے پار ہو گیا اور اس طرح مسیلمہ واصل جہنم ہوا اور حضرت وحشیؓ پر حضرت حمزہؓ کو شہید کرنے کا جو بڑا دھبہ لگا ہوا تھا' کسی قدر کم ہو گیا۔

مسیلمہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں کی یہ جنگ جو تاریخ میں جنگِ یمامہ کے نام سے مشہور ہے' ماہ ذی الحجۃ ۱۱ھ میں ہوئی اور اس کی شدت خون ریزی اور جانی نقصان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں مسیلمہ کذّاب کی فوج کے 70 ہزار آدمی مارے گئے جبکہ ایک ہزار سے زائد صحابہ و تابعین شہید ہوئے جن میں خطیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے علمبردار حضرت ثابت بن قیسؓ بھی شامل تھے وہ 9ھ میں جب وفد بنو حنیفہ مذاکرات کے لیے مدینہ آیا تھا تو وہ مسیلمہ سے بات کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے اور جب مسیلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اوٹ پٹانگ بات شروع کی تو بقیہ تفصیلی گفتگو کے لیے آپؐ نے اپنی طرف سے انہیں نامزد کیا تھا کہ اے مسیلمہ اب میری طرف سے باقی بات تم سے یہ ثابت بن قیس کریں گے۔

4- سجاح بنت الحرث بن سوید: اس زمانے میں عورتوں کو بھی نبوت کے دعویٰ کا سودا سمایا چنانچہ بنی تغلب کی اس عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور مدینے پر چڑھائی کے لیے چار ہزار کا لشکر جمع کر لیا اور اس مذموم مقصد میں بعض قبائل کے سردار مثلاً بنی تمر کا سردار عقبہ بنی ہلال' بنو تغلب کا سردار ہذیل بن عمران اور بنی شیبان کا سلیل بن قیس بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس نے اپنے مذہب میں اس سہولت کا اعلان کر دیا کہ نمازیں تو ضرور پڑھو مگر زنا کرنا' شراب پینا اور سور کھانا جائز ہے۔ اس ترغیب سے بہت سے عیسائی بھی اس کے پیروکار بن گئے چونکہ مسیلمہ کذّاب اور سجاح کا مدینہ پر حملہ کرنا مشترکہ مقصد تھا لہٰذا اس نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی اور مہر یہ قرار پایا کہ مسیلمہ نے آدھی پیغمبری اپنے پاس رکھی اور آدھی سجاح کو دے دی۔ نیز مسیلمہ نے سجاح کے پیروکاروں پر عشا اور فجر کی دو مشکل نمازیں معاف کر دیں مگر یہ شادی زیادہ دن نہ چل سکی۔ صرف تین دن دونوں کا ساتھ رہا اور پھر جیسے حضرت خالد بن ولید کی فوج سجاح کی فوج کے بالمقابل ہوئی' سجاح کے سب ساتھی اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ بھی بھاگی اور بنی تغلب کے مقام جزیرہ پہنچ کر کہیں روپوش ہو گئی۔

5- فازازی: آٹھویں صدی ہجری کے امام حدیث علامہ شاطبیؒ نے اپنی کتاب ''الاعتصام'' میں اس جھوٹے نبی سے متعلق کچھ تفصیل لکھی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اسے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سے ایسے امور دکھلائے جو کرامت وخارق عادت سمجھے جاتے ہیں۔ عوام ہر زمانے میں عجائب پرست ہوتے ہیں اس وقت بھی ایک جماعت فازازی کے ساتھ ہوگئی۔ یہ بھی مرزا قادیانی کی طرح اتباع قرآن کا مدعی تھا اس لیے اس نے آیت خاتم النبیین میں ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعے کسی نبی کی گنجائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نکل آئے مگر باتفاق علماء وقت اس کا دعویٰ اور تاویلات سب کفر والحاد قرار دی گئیں اور اس زمانے کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر بن زبیرؒ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔''

6- مرزا غلام احمد قادیانی: انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں برِ صغیرِ ہند و پاک میں دعویٰ نبوت کا یہ فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ **1857**ء کی جنگِ آزادی میں اس مدعیٔ نبوت کے گھرانے نے خصوصاً مرزا غلام احمد کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ نے مسلمانوں کی تحریکِ آزادی کو کچلنے کے سلسلے میں انگریزی حکومت کی بھرپور مدد کی تھی۔ انگریزی حکومت کی یہ ایک سیاسی ضرورت تھی کہ ہندوستانی مسلمانوں کے جذبۂ حُرّیت کو کچلنے اور ان میں جہادی روح ختم کرنے کے لیے اس خاندان کو استعمال کیا جائے اور دین میں ایک نیا شوشہ چھوڑ کر یہ مذموم مقصد پورا کیا جائے۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے بھرپور طور پر یہ حربہ استعمال کیا۔

حضرات فقہاء کرامؒ نے کافروں کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

(1) مطلق کافر (2) منافق کافر (3) زندیق کافر

مطلق کافر:

ایمانِ مُجمَل و ایمانِ مُفصّل میں جن سات بنیادی عقائد و افکار پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے، وہ ان کا صراحتاً یا اشارتاً انکار کرتا ہے یا صراحتاً یا اشارتاً ان میں شک کا اظہار کرتا ہے اور یا ایسے افعال کا مرتکب ہوتا ہے جن سے صراحتاً یا اشارتاً انکار سمجھا جائے۔

منافق کافر:

وہ زبان سے تو ان ایمانیات کا اقرار کرتا ہے مگر دل سے انکار کرتا ہے۔ اس کا ظاہری

اقرار در حقیقت دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

زندیق کافر:

وہ دین میں تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔آیات واحادیث کی اپنی مرضی اور اپنے مذموم مقاصد کے اعتبار سے تشریح کرتا اور سلف صالحین کی تعبیرات کو نظر انداز کرتا ہے' اپنے کفر پر اسلام کا لیبل لگاتا اور بدبودار شراب کو آبِ شریں کہہ کر فروخت کرتا ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی کافروں کے اس تیسرے زمرے میں آتا ہے۔

(1) دنیا کے مسلمانوں نے اسلام کے خلاف اس تخریبی تحریک کو محسوس کیا اور رابطۃ العالم الاسلامی کے تحت مکہ مکرمہ میں 6 تا 10 اپریل 1974ء 40 مسلمان تنظیموں کا اجلاس ہوا جنہوں نے متفقہ طور پر قادیانیت کو اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک قرار دیا۔

(2) 9 جون 1974ء پاکستان اور بیرونی ممالک میں اس تخریبی تحریک کے توڑ کے لیے مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت وجود میں آئی اور علمائے حق اس تحریک کے خلاف میدانِ عمل میں آ گئے۔

(3) 14 جون 1974ء پاکستان بھر میں اس کے خلاف ملک گیر ہڑتال اور پُرامن مظاہرے ہوئے۔ 29 مئی 1974ء کو قادیانیوں نے ربوہ ریلوے سٹیشن پر مرزا طاہر کی سربراہی میں نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر لاٹھیوں اور سریوں سے جو ظلم کیا تھا وہ مارتے جاتے اور کہتے جاتے اور ''ختم نبوت کے نعرے لگاؤ'' اس پر شدید احتجاج کیا گیا اور حکومتِ وقت کو مجبور کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

(4) 30 جون 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں ضروری آئینی ترامیم اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی گئی۔

(5) 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل منظور ہوا۔

حکومتِ وقت اور خصوصاً اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ' اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار وغیرہ نے علمائے حق اور جمہور کے اس جائز دینی مطالبے میں ان کا ساتھ دیا۔قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری جدوجہد میں انتہائی کردار ادا کیا۔ارکانِ قومی اسمبلی کی اس قرارداد سے بہت پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر و

مفسد قرار دیا تھا اور اس ساری جدوجہد کے لیے فضا سازگار کی تھی۔ مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر مہر علی شاہؒ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا محمد یوسف نبویؒ مفتی زین العابدینؒ مولانا مفتی محمد شفیعؒ مولنا بدر عالم میرٹھیؒ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ مولانا ابوالحسناتؒ وغیرہ وہ پوری ملتِ اسلامیہ کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک عظیم فتنے کو پھیلنے سے روکا۔ ان کے علاوہ جن علماء قائدین نے قومی اسمبلی کے اندر اور باہر اس سلسلے میں محنتیں کیں' انہوں نے بھی دینی حمیت کا مظاہرہ کیا اور مسلمانانِ پاکستان کے دل جیتے۔ مثلاً مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا ظفر احمد انصاری' مفتی محمد جمیل خان' مولانا سید محمد شریفؒ جالندھری' پروفیسر عبدالغفور' چودھری ظہور الٰہی' عبدالحمید جتوئی' محمود اعظم فاروقی' سردار شوکت حیات خان' وغیرہ متعدد علماء' سیاسی رہبران و ممبرانِ اسمبلی۔

مرزا غلام احمد قادیانی' مسیلمہ کذاب کی طرح قتل تو نہ ہوا اور 26 مئی 1908ء کو اپنی موت مرا لیکن علماء حق نے (جزاهم الله احسن الجزاء عن جميع المسلمين) اس کے دجل و فریب کو خوب خوب چاک کیا اور اس طرح عامۃ المسلمین اس کے عظیم شر سے محفوظ رہے۔ والحمدلله علیٰ ذالک۔

وہ دن دُور نہیں جب خوارج و دیگر باطل فرقوں کی طرح یہ فرقہ بھی تاریخ کے صفحات میں گم ہو جائے گا۔ (انشاءاللہ)۔

قبر جب مرزا بشیر الدین کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو اسے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ کمرے میں پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد وہ پاخانہ کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ حصہ منہ پہ مل لیتا۔ کمرے میں چیختا چلاتا اور ڈراؤنی آوازیں نکالتا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا کہ مجھے میرے باپ کے پاس قادیان لے کر چلو۔ بڑے قادیانیوں نے اس کے شور سے تنگ آ کر ایک رات جب وہ سو رہا تھا' اس کے کمرے میں مٹی کی ایک ڈھیری بنا دی اور اسے کہا کہ یہ تیرے باپ کی قبر ہے۔ وہ قبر پہ بچھ بچھ جاتا۔ کبھی قبر کی مٹی اپنے سر میں ڈالتا اور کبھی منہ میں ڈالتا۔ آخر ایک دن سر ظفر اللہ کے کہنے پر یہ قبر ہٹا دی گئی۔